رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

Digitized by Khilafat Library

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے خاندان نبوت میں خیریت ہے ۔

خلافت ثانی کے عہد میں بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی ابتدا شروع ہو گئی ہے ۔ اور ہر ایک بات میں بیش از پیش کوشش کی جا رہی ہے ۔ انہی باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرۃ خلیفۃ المسیح نے اس سال سالانہ جلسہ کے ایام کو بڑھا کر بجائے دو کے چار کر دیئے ہیں تاکہ بیرونجات سے تکالیف برداشت کر کے آنے والوں احباب کی تشنہ کامی کو کچھ زیادہ مفید ہوں صاحبان اپنے ہر ایک دوست کو ضرور جلسہ پر لانا چاہیئے ۔

ان دو اخباروں میں درس نہیں چھپ سکا۔ ۱۰۔ دسمبر ۱۹۱۴ء کے اخبار میں انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو گا ۔

تازہ خبریں

بلغراد پر آسٹروی قبضہ ۔ لنڈن ۳۔ دسمبر۔ اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ آسٹریوں نے بلغراد پر قبضہ کر لیا ہے۔

سنگٹاؤ کا مال غنیمت ۔ سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ جاپانیوں نے .. ۲۵ بندوقیں ایک سو مشین گنز تیس میدانی توپیں ۴۰ موٹر گاڑیاں ۔ اور کافی سامان رسد جو پانچ ہزار کی تین ماہ کی خوراک کیلئے کافی ہو سکتا ہے۔ بندرگاہ میں تمام جہاز تباہ ہو گئے ہیں ۔

لنڈن ۳۔ دسمبر۔ مقام ذلیٹ میں بلجیم کے سپاہیوں میں بغاوت ہوئی ہے ۔ ہالینڈ کے سپاہی ان پر فائر کرنے پر مجبور ہو گئے ۔ ۹ زخمی اور ۶ ہلاک ہو گئے ۔

گولہ باری ۔ ۳۔ دسمبر ۔ دوپہر کے بعد کی اطلاع ہے کہ یپرس کے جنوب میں نیو پورٹ پر سخت گولہ باری ہوئی۔ ایگزنشلٹ سے لینز تک شدت سے گولہ باری ہوئی۔ دریائے سوم سے ایسن تک اور چمن میں سکون رہا ۔ ارگون پر حملے پسپا ہوئے ۔ ہم کچھ آگے بڑھے ۔ دیو در میں جرمن گولہ باری تیزی سے جاری رہی ۔ مگر بے فائدہ ۔

لنڈن ۳۔ دسمبر۔ پیٹرو گراڈ سے جو خبر ڈیلی نیوز کو ملی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ جرمن لوڈز کے شمال میں سرعت سے پیچھے ہٹ رہے ہیں ۔

کراکو لینے کے لئے روسی کوشش ۔ لنڈن ۳۔ دسمبر۔ اب آتی کی اطلاع ہے کہ روسی وئلسکو سے کراکو کے قلعوں پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ اس کے تصرف کیلئے روسیوں کو کراکو کی جنوبی بیرونی مدافعت کیلئے ۱ ۲/ ۱ میل کے اندر اندر رہنا پڑتا ہے ۔

آسٹریلین مصر میں ۔ پریس بیورو بیان کرتا ہے کہ آسٹریلین اور نیوزیلینڈ کی کنٹجنٹ فوجیں ملک کی حفاظت میں امداد کرنے اور اپنی

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

جنگِ یورپ

(۲- دسمبر ۱۹۱۴ء)

سرویہ میں معرکہ آرائی۔ لنڈن ۲ دسمبر) صوفیہ۔ سرویہ میں نازک حالت نمودار ہے۔ رپورٹ ہوئی ہے کہ بلغراد خالی کر دیا گیا ہے اور بلغراد و نش کے مابین خط و کتابت و رسل و رسائل میں فرق آگیا ہے۔ (نش) سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ سانڈو ورمیں خونریز جنگ وقوع میں آئی۔ دشمن کی بھاری سپاہ دو اہم مقامات پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئی تاہم سربوں نے اسی دن لز المڑ میں شاندار فتح حاصل کی اور دو ہزار آسٹروی اسیر کئے ۔

فلینڈرز میں نقصان جان۔ ٹائمز کا فوجی نامہ نگار جنگ فلینڈرز میں تین لاکھ جانوں کے نقصان کا اندازہ کرتا ہے جنمیں سے دو لاکھ جرمن اور ایک لاکھ متحدہ افواج کے آدمیوں کا نقصان ہوا۔ موخر الذکر میں پچاس ہزار انگریزی سپاہ کے آدمی بھی شامل ہیں۔ جنمیں پانچہزار ہندوستانیوں کو داخل سمجھنا چاہیئے۔ بلجیم اور ہالینڈ کے مابین نامہ و پیام پر جرمنوں نے سخت روکاوٹیں عائد کر دی ہیں ۔

پرنس آف ویلز فنڈ۔ پرنس آف ویلز فنڈ کے سرمایہ امداد میں اب تک ۴۰ لاکھ پونڈ چندہ وصول ہو چکا ہے ۔

کیلے میں انٹرک بخار۔ جائنٹ کمیٹی برٹش صلیب احمر و سینٹ جان ایمبولینس نے کیلے میں بلجین سپاہ میں انٹرک بخار کی وبا کو روکنے کی غرض سے دس ہزار پونڈ عطا کئے ہیں ۔

انگولیہ پر حملہ۔ ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ جرمنی نے انگولیہ پر حملہ کرنے کے متعلق پرتگال سے معافی مانگی ہے ۔

۳- دسمبر ۱۹۱۴ء

ملک معظم قیصر ہند کا فرانس میں ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے استقبال کیا ہز مجسٹی نے شمال فرانس کے ہسپتالوں کا معائنہ فرمایا ہندوستانیوں کے ہسپتال کے مجروحین سے ہمدردی ظاہر کی اور چالیس منٹ تک ہندوستانی زخمیوں سے تلطف آمیز گفتگو میں مصروف رہے۔ ملک معظم کی تشریف آوری فرانس میں بہت بڑے اطمینان کا باعث ہوئی ۔

مغربی محاذ میں فریق سپاہ کو دیگر خفیف فواید حاصل ہوئے پولینڈ کی جنگ کا ہنوز دو ٹوک نتیجہ نہیں نکلا ۔

روسی بیان۔ روسی مراسلت سے منکشف ہوتا ہے کہ ویلین ٹوٹر کو کی طرف جرمن فوج ہین کو کمک پہنچانے کی غرض سے اہم جرمن فوجی نقل و حرکت کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کارپتھین کی چوٹی پر آسٹروی مورچوں کو روسیوں نے فتح کر لیا۔

امریکن فوجی مبصر کا خیال۔ اخبار سن نیویارک رقمطراز ہے کہ ایک امریکن فوجی ماہر گذشتہ چار ماہ کی جنگ پر نظر ڈالتا ہوا ظاہر کرتا ہے کہ جرمنی کی تجاویز ناکام رہیں۔ فرانس بچ گیا۔ اب یورپ پر قیصر کے اقتدار کا سوال عالم میں کبھی پیدا نہیں ہو سکتا روس کے خلاف جرمن کوششیں بار آور نہیں ہوئیں تاہم جنگ جلد ختم ہوتی دکھائی نہیں دیتی ۔

الجیریا میں بلجیم کاشتکار۔ گورنر جنرل آف الجیریا نے تجویز فرمایا ہے کہ بلجیم کے تباہ شدہ کاشتکاروں کو الجیریا میں زمین دیجائے ۔

ایک روسی جنرل کی برطرفی۔ پٹروگریڈ کے ایک مراسلہ سے ظاہر ہے کہ جنرل زین کمف جن کو ایک جرمن پوزیشن کے لینے میں دو روز کی تاخیر ہو گئی تھی۔ اپنے عہدہ سے برطرف کئے گئے ۔

ہوائی جہازوں سے کرپ فیکٹری پر بمب۔ برلن میں یہ رپورٹ پہنچنے پر کہ ایک ہوائی جہاز نے ایسن میں کرپ کی فیکٹری پر بمب پھینکنے میں بڑا جوش پھیل رہا ہے۔ نقصان کا اندازہ ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔ ہوائی جہاز بغیر کسی قسم کے نقصان کے بھاگ گیا ۔

پٹروگراڈ کا سرکاری اعلان۔ کل تمام محاذوں پر نسبتاً سکوت رہا۔ علاقہ لوگ میں لڑائی جاری رہی مگر کم شدت کے ساتھ دشمن نے آدھی رات کو ٹھوس صفوں میں کوچ کر کے لوڈز کے شمال میں ہماری پوزیشن پر حملہ کیا مگر پسپا کر دیا گیا۔ ہم مقام و شکو میں جو کراکو کے جنوب میں ہے۔ داخل ہو گئے ہیں

جرمن اسیر۔ ایک سو تیس جرمن افسر جن میں دو جرنیل چھ کرنیل اور اٹھارہ میجر ہیں۔ روسی قصبہ کیف میں لائے گئے ہیں ۔

زی بروگ۔ ایسٹرڈم کا تار ہے۔ جرمنوں نے بدیں خیال کہ سمندر کی طرف سے بھر حملہ ہو گا۔ بلجیم کے ساحل کو مکمل طور پر محفوظ کر دیا ہے ۔

امریکن انجمن خیرات صرف برسلز (دار الخلافہ بلجیم) میں چار لاکھ آدمیوں کو یومیہ کھانا دے رہی ہے مگر جرمن جرمانے اس خیرات کو بے اثر کر رہے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر جرمن حکام شدید جرمانے کر دیتے ہیں ۔

ہندوستان

دشمن سے تجارت (کلکتہ یکم دسمبر) گنپت رائے اور دیگر اشخاص پر چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں صیغہ تحقیقات جرائم فوجداری کی طرف سے سرکاری آرڈیننس کے خلاف جرمنی سے تجارت کرنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ مقدمہ آئندہ تاریخ پر ملتوی ہوا ۔

کلکتہ کا مہلک حادثہ بم۔ مسلمان پاڑہ گلی کے ایک مکان میں حادثہ بم کے متعلق پولیس نے بو بازار اور ہیریسن روڈ میں دو مکانوں کی تلاش لی جس کے نتیجہ کا علم نہیں۔ دیسی ریوالور جو نوجوان زخمی بنگال کے قریب پڑا ملا تھا۔ وہ ایک وکیل کا گم شدہ ریوالور ہے۔ جس کے کھوئے جانے کی اس نے کچھ عرصہ ہوا رپورٹ کی تھی ۔

نرخ اجناس کے تقرر کی نسبت سرکاری آرڈیننس۔ قانون ہذا جس کا مختصر طور پر قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے۔ تمام ہندوستان پر حاوی ہو گا۔ گورنمنٹ تجارتی اشیاء کی مقدار کی نسبت معلومات حاصل کرنے اور جو چیزیں بلا وجہ معقول بازار سے روک رکھی گئی ہوں۔ انپر قبضہ کرنے کی مجاز ہو گی۔ اختیارات ہذا تمام لوکل گورنمنٹوں کو حاصل ہونگے۔ مالک میعاد معینہ کے اندر ذخائر اجناس کی مقدار سے حکام کو مطلع کرتا رہیگا۔ ایسی اطلاعیں اور معلومات مخفی رکھی جائینگی۔ صرف مقدمہ دائر کرنے کی صورت میں ان کا اظہار کیا جائیگا۔ کیفیت بہم نہ پہنچانے یا غلط کیفیت بھیجنے والے کو چھ ماہ یا ایکہزار روپیہ یا دونوں سزائیں دیجائینگی گورنمنٹ بلا وجہ موجہ بازار سے روکے ہوئے جنس کو مالک کو مناسب قیمت ادا کر کے اپنے قبضہ و تصرف میں لے آئیگی جس کا اپیل محکمہ مجاز میں جو کم از کم تین اصحاب پر مشتمل ہو گا۔ اور انہیں سے ایک تجارت پیشہ ہو گا۔ میعاد معینہ کے اندر کیا جا سکیگا۔ محکمہ مذکور اگر جنس کی قیمت زیادہ قرار دے تو اتنی ہی زائد رقم مالک کو اور ادا کی جائیگی اگر ادا شدہ قیمت سے کم قیمت تشخیص کرے تو زائد روپیہ مالک کو گورنمنٹ کو واپس کر دینا ہو گا۔ اس آرڈیننس کے رو سے جو فیصلے و احکام صادر ہونگے کوئی عدالت انمیں دست اندازی نہ کریگی اور نہ کسی افسر کے خلاف جس نے نیک نیتی سے اس بارہ میں کارروائی کی ہو۔ دیوانی یا فوجداری استغاثہ دائر ہو سکیگا ۔

آرا کا قتل کا مقدمہ۔ کلکتہ ہائی کورٹ میں جسٹس شرف الدین اور جسٹس کور اس مقدمہ کو سن رہے ہیں اس مقدمہ میں ایک ملزم کو پھانسی پر اور دوسرے کو دس سال قید کی سزا سشن جج سے ملی ہوئی ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ ۷۔ دسمبر ۱۹۱۴ء

منارة المسیح

احباب سن چکے ہیں۔ کہ منارة المسیح کی تکمیل کا کام بعد از نماز جمعہ شروع ہو چکا ہے۔ یہ منارہ کیا ہوگا۔ اور اس سے دین کی کیا غرضیں متعلق ہیں۔ اس کے بارہ میں میرا کوئی حق نہیں۔ کہ میں اپنی طرف سے کچھ لکھوں۔ بلکہ مسیح موعود ہی کے الفاظ نقل کئے دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

اغراض منارہ اول یہ کہ تا موذن اس پر چڑھ کر پنج وقت بانگ نماز دیا کرے۔ اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن رات میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو۔ اور تا مختصر لفظوں میں پنج وقت ہماری طرف سے انسانوں میں یہ ندا کی جائے۔ کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہئے۔ صرف وہی خدا ہے۔ جس کی طرف اسکا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں اور کوئی خدا نہیں۔

دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا۔ کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا جس کی قریباً ایک سو روپیہ یا کچھ زیادہ قیمت ہوگی۔ یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کیلئے دور دور جائیگی۔

تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا۔ کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانسو روپیہ کی قیمت کا ہوگا۔ نصب کر دیا جائیگا۔ تا انسان اپنے وقت کو پہچانیں۔ اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔

پھر حضور نے ان کاموں کے نیچے جو تین حقیقتیں مخفی ہیں ان کو فرمایا ہے۔

تین حقیقتیں یہ تینوں کام جو اس منارہ کے ذریعہ سے جاری ہوں گے۔ ان کے اندر تین حقیقتیں مخفی ہیں۔ اول یہ کہ بانگ جو پانچ وقت اونچی آواز سے لوگوں کو پہنچائی جائیگی۔ اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے۔ کہ اب واقعی طور پر وقت آگیا ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ کی آواز ہر ایک کان تک پہنچے۔ یعنی اب وقت خود بولتا ہے۔ کہ اس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف پاک رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کی ہے۔ اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں۔ کیونکہ باطل ہیں؟ اس لئے کہ ان کے ماننے والے کوئی برکت ان سے نہیں پاسکتے۔ کوئی نشان دکھا نہیں سکتے۔

دوسرے وہ لالٹین جو اس منارہ کی دیوار میں نصب کی جائیگی۔ اس کے نیچے حقیقت یہ ہے۔ کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا۔ اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا۔ ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا۔ کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے۔ تا حقیقت کے طالبوں کیلئے پھر تازگی کے دن آئیں۔ اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے۔ آسمانی روشنی کو دیکھے۔ اور اس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائیگا۔ اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے۔ کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچانیں۔ یعنی سمجھ لیں۔ کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا ہے۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے۔ اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا۔ جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا۔ کہ جب مسیح آئیگا۔ تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائیگا۔ سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔

ایک اور غرض اس کے بعد آپ نے ایک اور غرض بھی تحریر فرمائی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ بالآخر میں ایک ضروری امر کی طرف اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس منارہ میں ہماری یہ بھی غرض ہے کہ مینار کے اندر یا جیسا کہ مناسب ہو۔ ایک گول کمرہ یا کسی اور وضع کا کمرہ بنا دیا جائے۔ جسمیں کم سے کم سو آدمی بیٹھ سکے اور یہ کمرہ وعظ اور مذہبی تقریروں کیلئے کام آئیگا۔ کیونکہ ہمارا ارادہ ہے کہ سال میں ایک یا دو دفعہ قادیان میں مذہبی تقریروں کا ایک جلسہ ہوا کرے۔ اور اس جلسہ میں ہر ایک شخص مسلمانوں اور ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں اور سکھوں میں سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ مگر یہ شرط ہوگی۔ کہ دوسرے مذہب پر کسی قسم کا حملہ نہ کرے۔ فقط اپنے مذہب اور اپنے مذہب کی تائید میں جو چاہے۔ تہذیب سے کہے۔

اب ان اغراض اور ان حقیقتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے احمدی احباب یقین کر سکتے ہیں۔ کہ یہ کسقدر بابرکت کام ہے۔ اور اس کی تکمیل کرنے والے کتنے بڑے اجر کے مستحق ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس کا ارشاد ہے۔ کہ اس سے پہلے دو مرتبہ ایک منارہ بنانے کی کوشش ہو چکی ہے۔ سنہ ۷۴۱ھ میں دمشق کی شرقی طرف [illegible] سے ایک منارہ بنایا گیا تھا۔ اور اس پر کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ اور بنانے والوں کی غرض یہ تھی۔ کہ تا وہ پیشگوئی رسول اللہ کی پوری ہو جائے۔ لیکن یہ منارہ جلا دیا گیا۔ پھر دوبارہ کوشش ہوئی لیکن پھر بھی ناکامی رہی۔ اسکا سبب یہی تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کا ارادہ تھا۔ کہ قادیان میں منارہ بنے۔ کیونکہ مسیح کے نزول کی یہی جگہ ہے۔

پس جو شخص اس ثواب کو حاصل کریگا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہمارے انصار میں سے ہوگا۔ کتنی بڑی بشارت ہے اور اس بشارت کے حصول کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ انھوں نے ہمیں اجر و ثواب کے حصول کا موقعہ دیا۔ فطوبیٰ للغرباء۔

التماس

Digitized by Khilafat Library

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بعض احباب نظمیں سنانے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ بہت جلدی اپنے ارادہ سے مطلع فرماویں۔ اور نیز جو نظم وہ سنانا چاہتے ہوں۔ اس کی ایک نقل پہلے بندہ کے پاس بھیجکر ممنون فرماویں۔

(مولوی) شیر علی۔ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ
قادیان۔ دارالامان

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

ایک عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا

اللہ تعالیٰ کے نشان تو ہمیشہ ظاہر ہوتے رہے اور ہوتے رہتے ہیں۔ اور تا قیامت ظاہر ہوتے رہیں گے۔ مگر ان سے فائدہ صرف سعید لوگ ہی اٹھاتے ہیں۔ اور شریروں کا مرض قلب ان نشانوں کے دیکھنے سے اور بھی بڑھتا ہے۔ اور خواہ وہ کتنا ہی کھلے سے کھلا نشان کیوں نہ دیکھیں۔ ان کی نظروں میں اس کی حقیقت سحر سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ یعنی شقی الطبع لوگ شق القمر جیسا نشان دیکھ کر بھی اسے سحر پر ہی محمول کرتے ہیں۔ پس کوئی نشان انہیں کیونکر نشان دکھائی دے۔ ہزاروں ہزار نشان ظاہر ہوں۔ پر جنہوں نے انکار کی ٹھان لی ہو۔ انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ وما تغنی الایات والنذر عن قوم لا یومنون۔ یعنی جن لوگوں نے عہد کر لیا ہے کہ ماننا کبھی نہیں۔ خواہ کتنے ہی ثبوت اور دلائل اور نشانات کیوں نہ پیش کئے جائیں۔ انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسقدر نشانات ظاہر ہوئے کہ بیابانوں کی ریت کے ذرات تو گنے جا سکتے ہیں۔ پر وہ نشان شمار میں نہیں آ سکتے۔ لیکن کفار ہمیشہ یہی کہتے رہے۔ لولا یاتینا بایۃ من ربہ۔ یعنی اگر اس شخص کا دعویٰ رسالت سچا ہے تو اس کے لئے کوئی نشان کیوں نہیں ظاہر ہوتا۔ زیادہ نہ سہی۔ کبھی کوئی ایک آدھ نشان ہی ظاہر ہو جاتا۔ گویا ان کے نزدیک کوئی نشان ظاہر ہی نہیں ہوا تھا۔ یہ ان کی ضد اور ہٹ دھرمی تھی اور اس کا تو کوئی علاج ہی نہیں۔ ہاں صادقین کو اللہ تعالیٰ نشانوں بغیر نہیں چھوڑتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشانات جس کثرت سے ظاہر ہوئے ان کی مثال آپ کے آقا آپ کے مقتدا سیدنا خاتم النبیین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی میں ملنی ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثبوت کے لئے کہ آپ اس کی طرف سے ہیں اسقدر نشان دکھلائے کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو سعادت سے حصہ نہیں ملا۔ وہ ایک نشان کا ظاہر ہونا بھی تسلیم نہیں کرتے اور محض افتراء کے طور پر ناحق کے اعتراض پیش کر دیتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا کا قائم کردہ سلسلہ نابود ہو جائے۔ مگر خدا چاہتا ہے کہ اپنے سلسلہ کو اپنے ہاتھ سے مضبوط کرے کہ وہ کمال تک پہنچ جائے۔

انہیں نشانوں میں سے ایک وہ نشان ہے جس کی بابت آج سے پینتیس ۳۵ سال پیشتر اللہ قسم کے نبی و رسول مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ سے بشارت پا کر براہین احمدیہ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں پیشگوئی کی تھی:

اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انی جاعل فی الارض۔ یعنی میں نے اپنی طرف سے خلیفہ کرنیکا ارادہ کیا۔ سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ میں زمین میں کرنے والا ہوں۔ یہ اختصاری کلمہ ہے۔ یعنی اس کو قائم کرنے والا ہوں۔ اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے۔ کہ جو ارشاد اور ہدایت کیلئے بین اللہ وبین الخلق واسطہ ہو۔ خلافت ظاہری کہ جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہیں۔ ......

بلکہ یہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے۔ اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابو البشر ہے۔ مراد نہیں۔ بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ گویا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے۔ اور یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں روحانی سلسلہ کے قائم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہیں۔ (دیکھو براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۴۹۱ حاشیہ ۴۹۳)

یہ پیشگوئی فی نفسہ جس قدر عظمت رکھتی ہے۔ اسے انسانی الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ پھر جب اس کے ساتھ مندرجہ ذیل قرآنی ارشاد سامنے آتا ہے تو کسی شخص کے لئے جس میں قرآن کریم کی صداقت پر ایک ذرہ بھر بھی ایمان ہو۔ اس کی صداقت و عظمت سے انکار کرنا بالکل محال اور ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس بارہ میں قرآنی ارشاد یہ ہے۔ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم یعنی انسانی کوشش سے خواہ وہ کتنی ہی کیوں نہ ہوتی۔ اور خواہ روئے زمین بلکہ زیر زمین کے بھی تمام خزائن کیوں نہ خرچ کئے جاتے۔ اس سلسلہ کا قائم کرنا امکان سے باہر تھا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ ہی کا دست نصرت ہے۔ جس نے یہ سلسلہ قائم کیا اور ان میں باہم الفت پیدا کر دی۔ غرض انسانی کوشش خواہ کسی حد کو بھی پہنچی ہوئی ہو۔ ایسے طور پر کسی صورت میں سلسلہ قائم نہیں کر سکتی۔ اور اس سلسلہ کا قیام ثابت کر رہا ہے۔ کہ یہ خدا کا لگایا ہوا پودا ہے نہ کہ انسانی ہاتھ کا۔

پھر جب اس کے ساتھ ان مخالف کوششوں پر بھی نظر کی جاتی ہے۔ جو اسے مٹانے کیلئے شروع سے کی گئیں اور کی جا رہی ہیں۔ تو پھر اس کی صداقت سورج سے زیادہ روشن نظر آنے لگتی ہے۔ اور کوئی کیسا ہی کور چشم کیوں نہ ہو۔ اس کے لئے بھی انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ محمد حسین نے اس سلسلہ کو مٹانے کیلئے جسقدر سر زنی کی۔ اور جسقدر زور مارا۔ وہ کس سے مخفی ہے۔ کفر کے فتوے عرب عجم سے جمع کئے۔ راستوں پر بیٹھ کر آنے والوں کو سارے زور کے ساتھ روکا۔ ہر طرح سے بدظنی پھیلانے کی کوششیں کیں گورنمنٹ کو بہت کچھ غلط خبریں پہنچائیں۔ مقدمات کئے۔ اور کرائے۔ اور سراسر جھوٹی گواہیاں بھر دیں۔ غرض ہر ممکن ذریعہ سے اس سلسلہ کو مٹانے کی کوشش کی۔ اگر یہ پودا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا نہ ہوتا۔ تو ممکن نہ تھا۔ کہ باوجود مخالفین کی اسقدر کوششوں کے اسکا نام و نشان باقی رہتا۔ عیسائیوں نے جسقدر اس سلسلہ کو مٹانے کے لئے خرچ کیا۔ وہ بھی کچھ محتاج بیان نہیں۔ اقدام قتل کے مقدمات کئے۔ گورنمنٹ کو ہر طرح سے بدظن کرنے کی کوشش کی۔ مگر سب کوششیں رائیگاں گئیں۔ آریوں نے بھی نام نہاد مسلمانوں اور عیسائیوں سے کچھ کم کوشش اس سلسلہ کو مٹانے کے لئے نہیں کی یہی نہیں۔ بلکہ ان سب نے ملکر بھی زور آزمائی کی۔ مگر سب بے سود۔ یہ کیوں ہوا۔ اسی لئے کہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور اس کی پرورش اسی کے ہاتھ سے ہو رہی ہے۔ اب بھی اگر کوئی نہ مانے۔ تو اسے خدا ہی منوائیگا۔ کیا کوئی ہے جو معقولیت کے ساتھ اس نشان پر اور اس عظیم الشان پیشگوئی پر اعتراض کرے۔

استفسار - اگر کوئی صاحب احمدی احباب سے فوٹوگرافی کا کام کرا سکتے ہیں۔ تو اس کی شرائط اور اپنے ایڈریس سے اطلاع دیں۔ (ص - ۵ معرفت الفضل قادیان)

یادِ ماضی

مسلمانوں نے علوم میں کسطرح ترقی کی؟

نمبر ۳

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں میں نے بتایا تھا کہ اسلام نے مسلمانوں میں وہ طاقتیں پیدا کر دی تھیں۔ جن کی وجہ سے وہ کئی علوم کے موجد اور ان کو اعلےٰ مدارج پر پہنچانے کے قابل ہو گئے تھے اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ تمام علوم عربیہ جو مسلمانوں نے ایجاد کئے یا اعلےٰ درجہ پر پہنچائے۔ قرآن شریف کی بدولت ہی حاصل کئے تھے۔ اور قرآن شریف ہی نے ان کی علوم کی طرف راہنمائی کی تھی۔ اور یہی ایک ایسی چیز ان کے پاس تھی۔ جو دنیا میں اور کسی کے پاس نہ تھی۔ اور اسی نے ان کی برتری اور فوقیت کی تصدیق سارے زمانہ سے کروائی۔ اور اب تک کروا رہی ہے۔ ورنہ مسلمانوں نے بھی اسی ملک اسی آب و ہوا اسی قوم اسی قبیلہ میں پرورش پائی تھی جس میں کے اور دوسرے لوگ تھے۔ جو علوم سے بڑی حد تک ناواقف اور انجان تھے۔ بجائے علوم میں ترقی کرنے کے علوم سے ناواقف اور نابلد تھے۔ مسلمانوں نے صرف قرآن شریف کی وجہ سے تمام علوم کو حاصل کیا تھا۔ لیکن افسوس کہ آج بھی دنیا پر وہی قرآن موجود ہے۔ اور اس میں وہی باتیں درج ہیں جو پہلے تھیں لیکن مسلمان دن بدن ہر ایک علم میں کمزور ہوتے جا رہے ہیں جس کی وجہ یہ نہیں کہ نعوذ باللہ قرآن شریف اپنے پہلے اثرات سے خالی ہو گیا ہے بلکہ یہ ہے کہ اس کے حاملین اب صرف اس کی ظاہری تقدیس اور تعظیم کے سوا اس کے متعلق اور کچھ نہیں جانتے وہ ان باتوں سے ناواقف ہیں۔ جو قرآن شریف بیان کرتا ہے۔ وہ ان اشاروں سے ناآشنا ہیں۔ جن کی واقفیت بڑے بڑے علوم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اور وہ ان اصولوں اور قاعدوں سے انجان ہیں جن سے واقف ہونے سے ہر ایک علم کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ جب یہ حالت ہو تو مسلمانوں کو کیونکر علم آسکے۔ اور کیونکر ان کا علمی فقدان پورا ہو۔ اسوقت مسلمانوں کے سامنے اپنے اسلاف کا نمونہ موجود ہے کہ انہوں نے قرآن شریف سے ہی علوم کا اقتباس کیا تھا۔ اس لئے اب بھی جب تک یہ قرآن شریف کے احکام اور قواعد کے پابند نہ ہونگے۔ اور انہیں غور و تدبّر نہ کرینگے۔ اسوقت تک ہرگز کسی علم میں نمایاں کامیابی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ میں مختصر الفاظ میں چند ایک ان علوم کے بیان کرنے کی خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں جن کو مسلمانوں نے قرآن شریف سے اخذ کیا تھا تا کہ آجکل کے مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ علوم و فنون کا خزانہ تو ہمارے اپنے پاس ہی ہے صرف دیر یہ ہے۔ کہ ہم اپنے ہاتھ پاؤں ہلا کر اس سے نکالنے کی کوشش کریں۔ تو سب کچھ نکل سکتا ہے۔

علم جغرافیہ کی نسبت پچھلے مضمون میں میں نے چند الفاظ میں ذکر کیا تھا۔ اب میں قرآن شریف کے ان احکام اور اشارات کا بہت تھوڑا سا ذکر کرتا ہوں۔ جن کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے آپ کو اس میں مشغول کیا ؛

اسلام سے پیشتر اہل عرب اور گرد کے علاقوں میں تجارت کی غرض سے یا نقل مکان کر کے جایا کرتے تھے۔ اور اس سے انکی غرض صرف یہاں تک ہی محدود ہوتی تھی کہ وہ اپنے مال کو فروخت کر کے نفع حاصل کریں یا کوئی عمدہ اور اچھی چراگاہ اپنے مویشیوں کے لئے تلاش کر کے وہاں آباد ہو جائیں۔ اس قسم کے سفروں میں گو وہ پہلی قوموں کے تباہ و برباد شدہ مکانوں کو دیکھتے اور کھنڈرات پر سے گذرتے تھے۔ لیکن انہیں کبھی یہ خیال بھی پیدا نہ ہوتا تھا کہ ان سے کچھ سبق حاصل کریں۔ وہ مغضوب اور مقہور اقوام کے مٹے ہوئے نشانوں پر چلتے پھرتے تھے۔ لیکن ان سے عبرت حاصل کرنے اور فائدہ اٹھانے کا ان کو وہم بھی نہ آتا تھا۔ وہ مال تجارت کی خرید و فروخت سے واسطہ رکھتے تھے یا اجڑی ہوئی بستی اور برباد شدہ آبادی کو اپنے آباد ہونے کے لئے عمدہ بات سمجھتے تھے۔ اور عمدہ زمینوں کی تلاش میں رہتے تھے۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ آسمانوں اور زمین میں باوجود اس کے کہ کئی خدا کی قدرت نمائی کے بیّنات اور نشانات دیکھتے اور ان پر سے گذرتے تھے لیکن ان سے وہ منہ پھیر کر اس طرح گذر جاتے تھے۔ کہ گویا انھوں نے کچھ دیکھا ہی نہیں۔ انکی آنکھیں صرف جلب منفعت کے لئے ہی کھلی ہوتی تھیں۔ اور وہی کچھ انہیں دکھائی دیتا تھا جس سے وہ دم نقد فائدہ حاصل کر لیتے تھے۔ لیکن اسلام نے جہاں مسلمانوں کے دوسرے اشغال میں ایک نئی قسم کی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ وہاں ان کے سفروں اور ایک سے دوسری جگہ جانے کے متعلق بھی ان کا منتہائے نظر اور ہی تجویز کر دیا تھا۔ اور وہ یہ کہ دوسروں کی طرح وہ ہر ایک ویرانے اور تباہ شدہ بستی سے گذر جاتے تھے۔ بلکہ وہ اس سے خدا تعالیٰ کی جبروت اور قدرت کی کرشمہ سازیوں کا ملاحظہ کرتے تھے اور ان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کا یہ حکم یاد رہتا تھا۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ کہ تم سے پہلے بھی اسی دنیا پر بہت سی قومیں آباد رہ چکی ہیں۔ جن کا اب نام ہی نام رہ گیا ہے اور باقی سب کچھ مٹ گیا ہے تم زمین میں چل پھر کر اپنی آنکھوں انکی تباہی اور بربادی کو دیکھ سکتے ہو۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے پاس نبی آئے تھے۔ لیکن انھوں نے انکی کوئی پرواہ نہ کی اور انکی باتوں کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور انکو جھٹلا دیا۔ اس لئے ان کا انجام جو کچھ ہوا وہ تمہارے سامنے ہے۔ اس کو دیکھ کر تم خدا کا شکر کرو کہ تمہیں خدا نے ایک نبی کی شناخت عطا فرمائی۔ اور اسی لئے تمہارا انجام بہت اچھا ہو گا۔ اس غرض کو مدّ نظر رکھ کر مسلمانوں کے سفر ہوا کرتے تھے۔ ان کا گذر جن جن مقاموں اور بستیوں پر سے ہوتا تھا۔ انکی ہر ایک چیز ان کے لئے نصیحت اور عبرت کا باعث ہوتی تھی۔ اور وہ اسے بڑے غور اور تدبّر سے دیکھتے اور خدا تعالیٰ کے بے حد و حساب احسانوں کا شکر بجا لاتے تھے۔ جب مسلمانوں نے اسطرح سفر کرنے شروع کئے۔ تو انہیں بڑے بڑے معرفت کے سبق حاصل ہوئے۔ انھوں نے معلوم کر لیا کہ اس طرح تو بڑے بڑے روحانی فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور نہایت اخلاص اور محبت سے جھکنے کی ترغیب پیدا ہوتی ہے ایمان ترقی کرتا ہے اس لئے انھوں نے ان نظاہائے نصیحت آموز تک اپنی نسلوں کو پہنچانے کے لئے آسانیاں بہم پہنچانے کی کوشش شروع کر دی۔ اور ان کی راہنمائی کی خاطر علم جغرافیہ کی انہوں نے بنیاد ڈالی۔ اس کے علاوہ علم جغرافیہ کو ترقی دینے کی محرک ایک اور بہت بڑی وجہ ہوئی۔ اور وہ یہ کہ اسلام سے پیشتر جسقدر بھی مذاہب ہوئے تھے۔ ان کی تعلیم مختص الزمان اور مختص الاقوام تھی۔ وہ ایک ایک قوم کے لئے تھے۔ اور اس قوم کے اندر وہ محدود تھے۔ اسلئے ان مذاہب کے پیرؤوں کا کام صرف اپنی قوم کے لوگوں تک ہی تبلیغ کرنا ہوتا تھا۔ لیکن اسلام کل دنیا کے لئے تھا۔ ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم اور ہر ایک زمانہ

کے لوگوں کے لئے وہ آیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ یعنی تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جس کا دن رات یہی کام ہو کہ وہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائے اور اچھی باتوں کے کرنے اور بری باتوں سے رکنے کا لوگوں کو حکم کرتی رہے۔ اور یہ جماعت ہمیشہ اپنے مقصد میں کامیاب اور بامراد ہوگی یہ ایک ایسا فرض تھا جسے مسلمانوں نے اپنے ملک کو چھوڑ کر دور دراز ملکوں میں جا کر پورا کرنا تھا۔ اسلئے انھوں نے اس کی انجام دہی کے لئے دوسرے ملکوں کے ضروری حالات معلوم کرنے کی طرف توجہ کی۔ اور لوگوں کے عادات و اطوار ملک کی آب و ہوا آمد و رفت کے راستے مشہور مقامات اور دیگر اسی طرح کی باتیں دریافت کیں تاکہ انہیں اپنا کام کرنے میں مدد ملے۔ اور وہ آسانی سے اسکو کر سکیں۔ اس آیت میں جو کہ ایک خاص گروہ کا ذکر تھا جو کہ عالمین اور مبلغین کا گروہ تھا۔ اس لئے دوسری آیت میں خدا تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو فرما دیا کہ سبھی تو یہ کام کرینگے ہی۔ لیکن کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔ تم سبکے سب ہی ایک ایسی جماعت ہو جس کو خدا نے خیر و خوبی عنایت کی ہے۔ اور تمہاری پیدائش کی غرض یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک اس بات کو اپنا فرض سمجھے کہ وہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کی زندگی اس کی اپنی نہیں بلکہ لوگوں کے فائدے کے لئے ہے۔ اس کو اپنا آرام لوگوں کو آرام پہنچانے کی غرض سے قربان کرنا ہوگا۔ اس کو اپنی جان لوگوں کے فائدے کے لئے صرف کرنی ہوگی۔ اس کو اپنا مال لوگوں کے نفع کے لئے خرچ کرنا ہوگا۔ اور اس کو لوگوں کے پاس ان کے ملکوں اور گھروں میں جا کر اچھی باتیں بتانی اور بری باتوں سے روکنا ہوگا۔ اس عظیم الشان فرض کی ادائیگی کے لئے مسلمانوں کو جو کچھ تیاری کرنی چاہیئے تھی۔ اس کا اندازہ اس کام کی اہمیت سے ہی خوب لگایا جا سکتا ہے وہ ایک ایسے ملک کے رہنے والے تھے۔ جہاں دور دراز ملکوں کے سفر اختیار کرنے کے لئے کوئی سامان میسر نہ آ سکتا تھا وہ نہیں جانتے تھے کہ ہمارے شمال میں کونسا ملک ہے اور جنوب میں کونسا۔ ہمیں مغرب کی طرف رخ کرنے سے کونسا ملک ملیگا۔ اور مشرق کی طرف کرنے سے کونسا۔ انہیں یہ بھی خبر نہ تھی کہ دوسرے ملکوں میں ہمیں کیا کیا ضرورتیں پیش آئیں گی۔ لیکن ان کے صادقانہ جوش اور پاکیزہ جذبات نے ان کو کسی بڑی سے بڑی تکلیف کی وجہ سے بھی مایوس نہ ہونے دیا۔ اور وہ اپنے فرض کو پورا کرنے کے لئے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ لیکن وہ ان تکالیف کی قدر کو خوب سمجھتے تھے۔ جو انہیں راستوں۔ پہاڑوں دریاؤں جھیلوں اور نالوں کی ناواقفیت۔ موسموں کی بیخبری۔ لوگوں کی عادتوں کی لاعلمی کی وجہ سے پیش آئی تھیں اس لئے انھوں نے آیندہ کے لئے ان تمام ضروری باتوں کو محفوظ رکھنے کی بنیاد ڈالی۔ تاکہ وہ مسلمان جن کے ذمہ ہمارے بعد یہ فرض ہوگا۔ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں اور ان کو اسقدر تکلیفیں نہ برداشت کرنی پڑیں۔ لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ جن کے لئے یہ اس قدر محنت اور مشقت سے آسانیاں بہم پہنچا رہے ہیں۔ وہ ان سے اپنی نااہلی کی وجہ سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ اور اپنے اس عظیم الشان فرض کو بھی بھلا دینگے۔ خیر یہ تو اسوقت کے مسلمانوں کی ہمت اور طاقت کا ثبوت مل رہا ہے۔ لیکن جو کچھ متقدمین نے کوششیں کیں وہ محض دین کی اشاعت کے لئے آسانیاں بہم پہنچانے کے لئے تھیں۔ اور انہوں نے اشاعت دین کی غرض سے ملکوں میں پھر پھر کر علم جغرافیہ کی بنیاد ڈالی تھی۔ اور جس کو انہوں نے عروج پر پہنچا دیا تھا۔ لیکن افسوس کہ اب مسلمانوں نے اپنے تبلیغی فرض کو بھلا دینے کی وجہ سے اس علم کے مجموعہ سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ اور ان علمی خزانوں کو ہاتھ تک نہ لگایا اور پرے پھینک دیا۔ جن کو دوسری اقوام نے اپنے قابو میں کر کے بڑے بڑے عظیم الشان فوائد حاصل کئے۔ مسلمانوں کو اپنے اسلاف کے حالات پر غور کرنا چاہیئے کہ انہوں نے باوجود بڑی بڑی مشکلات اور تکالیف کے دعوت الی الخیر کے فرض کو بھلایا نہیں بلکہ اس کے ادا کرنے کا جیسا حق تھا ویسا ہی کیا۔ لیکن آج جبکہ وہ ہمارے لئے اپنی کامیابیوں کا نمونہ اور کئی قسم کی آسانیاں بہم پہنچا گئے ہیں۔ ہم اس فرض سے استغناء کا اظہار کر رہے ہیں ٭

مکتوب امام علیہ السلام

گذشتہ سال مولوی مرتضیٰ خان صاحب پٹیالہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک خط کی نقل ارسال کی تھی جو حضور نے بزبان فارسی ایک شخص مولوی احمد الدین صاحب کو اپنے دعویٰ سے پہلے ارسال فرمایا تھا۔ اور انہیں اپنے والد صاحب کی بیاض سے دستیاب ہوا تھا۔ اس وقت کسی وجہ سے اخبار میں شائع ہونے سے رہ گیا تھا۔ اب بمعہ ترجمہ شائع کیا جاتا ہے امید ہے کہ ناظرین محظوظ ہوں گے۔ وہو ہذا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ آں مخلص رسید۔ واضح باد کہ فتح باب رحمت الٰہی بیک طریقہ نیست۔ کسے را بہ روزہ و نماز می کشند و دیگرے را بہ صدقہ و خیرات یا بعملے دیگر راہ می دہند۔ غرض وسائل قبولیت بحضرت احدیت مختلف افتادہ اند۔ و ایں احقر بتائید دین و قلع قمع مذاہب باطلین مامور است۔ و ہمدریں کار و خدمت لذت و کشایش مے یابد۔ و ہمیں سیرت را از دیگر کساں نیز دوست میدارد و میخواہد کہ زاہدان کوتہ بین کہ بدلق خود سرد کار میدارند۔ و از غریقان ضلالت و معصیت بکلی دست کشیدہ اند۔ ہمچو انبیاء بتعلیم عباد اللہ مشغول شوند۔ از بہر اعلائے کلمہ اسلام جان و مال عزت و آسایش را فدا کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادت است۔ بفکر خود مبتلا ماندن و از فکر برادر خود بکلی رو تافتن نامردی و نااہلی است پس کار ما ہمین ست کہ ذکر یافت۔ و ہم بدیں مامور یم و خورسندیم و ہر کہ براہ ما قدم زدن اشتیاقے دارد برو مخفی نماند کہ مارا ہمیں خدمت سپردہ اند کہ با مخالفین دین متین مناظرہ و مجادلہ کنیم و بدیشاں حجت الٰہی با تمام رسانیم و کسیکہ چنیں سیرتے و خصلتے ندارد گو زاہد باشد یا عابد یا گوشہ نشینے یا چلہ کشے او با ما مناسبتے ندارد۔ و از ما نیست۔ و کل حزب بما لدیھم فرحون و من ینصر اللہ ینصرہ۔ خاکسار مرزا غلام احمدؐ

ترجمہ۔ عنایت نامہ پہنچا واضح ہو کہ رحمت الٰہی کے کھلنے کا ایک ہی طریقہ نہیں ہے ایک کے لئے روزہ اور نماز کے ذریعہ کھلتا ہے تو دوسرے کیلئے صدقہ اور خیرات کے ساتھ یا کسی دوسرے عمل کی وجہ سے راہ مل جاتا ہے۔ غرضیکہ جناب الٰہی میں اجابت حاصل کرنے کے مختلف طریق ہیں۔ خاکسار تائید دین اسلام اور ابطال مذاہب باطلہ کیلئے مامور ہے اور اسی کام اور اسی خدمت میں لذت اور آرام پاتا ہے اور اسی بات کو اوروں کے لئے بھی پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تنگ نظر زاہد جو صرف اپنی دلق سے ہی سروکار رکھتے ہیں اور گمراہی اور گنہگاری میں غرق ہونیوالوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے وہ انبیاء کی طرح مخلوق خدا

سائنس کے حیرت انگیز کارنامے

سوداگر مشینیں

جوں جوں سائنس ترقی کرتا جاتا ہے۔ تمام تجارت پیشہ قوموں کی یہ خواہش بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کہ ہر کام بجائے انسانی محنت کے کلوں سے لیا جاوے۔ منجملہ اور قوموں کے اہل امریکہ اور جرمنی نے خصوصیت کے ساتھ اس بارہ میں کمال حاصل کیا ہے۔ اگرچہ خود بخود کام کرنیوالی مشینوں کو ایجاد ہوئے ابھی تقریباً بیس ہی سال ہوئے ہیں۔ ایسی مشینیں جو خود کام کریں گویا انسانوں کی سی عقل رکھتی ہیں۔ ان مشینوں کے کام مختلف ہیں۔ بعض محض تفنن طبع کیلئے ہیں۔ بعض تجسس کے لئے ہیں اور بعض تجارتی اغراض کیلئے ہیں اسی قسم کی مشینوں کی مانگ دنیا میں روز بروز زیادہ ہو رہی ہے۔ ہم ان میں سے چند کا ذکر ذیل میں کرتے ہیں۔

ایسی مشینوں کے فوائد ان مشینوں کے بنانے والوں کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹی مگر مفید اشیاء ان کے ذریعہ پبلک کے ہاتھ میں پہنچیں کیونکہ چھوٹی چیزوں کے فروخت کرنے کیلئے بھی ایک دوکان کی ضرورت ہے۔ اور اگر بکری زیادہ ہے تو یقیناً مددگار بھی رکھنے پڑتے ہیں۔ اور اس میں دکاندار کا کافی خرچ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر خود بخود کام کرنیوالی ایک یا ایک سے زیادہ مشینیں پبلک مقامات یا باغات میں یا منڈی اور میلوں میں رکھ لی جائیں۔ تو کام بہت آسان اور کم خرچ ہوتا ہے۔ جو چیز فروخت کرنی ہے۔ وہ پہلے ہی سے مشین میں داخل کر دیجاتی ہے۔ اور اوپر اس چیز کا نام ایک کارڈ پر لکھ کر لگا دیا جاتا ہے۔ پھر جو شخص اس مشین کی اسلاٹ میں تانبہ ڈالتا ہے اس سے سامنے مشین فوراً وہ چیز پیش کر دیتی ہے۔ جو وہ خریدنا چاہتا ہے لیکن جو سکہ ڈالنا چاہیئے۔ اگر اس سے مختلف ڈالدیا جائے۔ تو مشین کچھ جواب نہیں دیتی۔ گویا چیز دینے سے اس کو انکار ہے۔ لوگ استعمال کیلئے چیز خریدیں یا محض تجسس کے طور پر لیکن وہ اسی عمدگی اور طریقہ سے دی جاتی ہے کہ گویا وہ کسی دوکان پر ہی سودا خرید رہے ہیں۔

خریداروں کے لئے آسانی اس قسم کی مشینوں سے بہت کافی منافع ہوتا ہے۔ کیونکہ اسطرح فروخت کرنے میں بالائی اخراجات بالکل مفقود ہو جاتے ہیں۔ اور چیز ایسے موقعہ پر رکھی جاتی ہے۔ کہ ہر شخص آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے بکری بھی بہت ہو جاتی ہے۔ انگلستان امریکہ اور جرمنی میں اس قسم کی چیزیں بیچنے کیلئے بہت سی کمپنیاں بن گئی ہیں۔ جو گراں قدر سرمایہ سے ایسی سینکڑوں مشینیں خرید کر جگہ جگہ لگا دیتی ہیں۔

امریکہ اور انگلستان میں تمام ہوٹل والے اسی قسم کی مشینیں شراب فروخت کرنے کیلئے اپنے ہوٹلوں میں لگاتے ہیں۔ کیونکہ وہاں خدمتگاروں کی تنخواہ برخلاف ہندوستان کے بہت زیادہ ہے اور اسطرح سے ان کو خدمتگار رکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اور ایک بہت بڑی رقم اس صورت سے بچ جاتی ہے۔ مثلاً شمپین یا بیر یا برانڈی کا ایک گلاس چاہیئے۔ تو اس میں مقررہ نقرئی سکہ چھ پنس یا شلنگ ڈالدو۔ ادہر سکہ ڈالو۔ ادہر مشین سے بھرا ہوا گلاس لے لو۔ نہ ایک قطرہ زیادہ نہ ایک قطرہ کم۔ اگر لنڈن یا نیویارک یا برلن کے بازاروں میں سے گذرو تو ہر موڑ پر اس قسم کی مشینیں ملینگی جو سگرٹ یا مٹھائی یا پوسٹ کارڈ مہیا کرتی ہیں۔ جو کمپنیاں ان مشینوں کے مالک یا نگران ہیں۔ وہ بہت آسانی سے اپنے حصہ داروں کو بارہ فیصدی منافع تقسیم کر سکتے ہیں۔

مشینوں کی عجیب و غریب خدمت متذکرہ بالا کے علاوہ خود بخود کام کرنیوالی اور بیسیوں قسم کی مشینیں ہیں۔ مثلاً روپیہ اور چیک کے بدلے ریزگاری اور روپیہ دینے والی مشینیں۔ میوہ بیچنے والی مشینیں قوت کا اندازہ اور وزن کرنے والی قسمت بتلانے والی۔ اور پھیپھڑوں کا امتحان کرنے والی مشینیں۔ یہ مشینیں پبلک کی تفریح کا سامان بھی فراہم کرتی ہیں۔ مثلاً ایک پینی ڈالکر نہایت عمدہ اور دلفریب گانا سنا جا سکتا ہے۔ اسیطرح نہایت مشہور مصوروں کی صنعت کے نمونوں سے دل بہلایا جا سکتا ہے۔

جرمنی کی ترقی لیکن یہ جرمنی کی قسمت کے لئے محفوظ تھا۔ کہ اور بھی زیادہ حیرت میں ڈالنے والی مشین تیار کرے۔ جو متذکرہ بالا کیطرح خود بخود کام کرسکے۔

جدید ترین ایجادات جو جرمنی کے ایک کارخانہ نے کیں ہیں بہت عجیب ہیں۔ گھڑیں۔ نشکار کھیلنے والی مشین۔ اسباب تولنے اور پیشگوئی کرنیوالی مشین۔ بہت مقبول ہوئی ہیں۔ اور ہاتھوں ہاتھ بک گئیں۔

ریل کے مسافروں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ایک مشین ریل کے ٹکٹ فروخت کرنے کیلئے ایجاد کی گئی ہے۔ ٹکٹ کے مقررہ دام اسلاٹ میں ڈالدو۔ فوراً وہی ٹکٹ موجود ہے۔ جسکی ضرورت ہے۔ ریل کے مسافروں کے لئے کیسی نعمت ہے۔ اگر ایسی مشینیں ہندوستان کے ریلوے اسٹیشنوں پر بھی رکھی جاتیں۔ تو تیسرے درجہ میں سفر کرنے والی عورتیں بہت کچھ تکلیف اور شرم سے بچ جاتیں۔

ڈاکخانہ کے اسٹامپ ایک اور مشین جو روس میں نہائیت آرام دہ ثابت ہوئی ہے۔ ڈاک کے ٹکٹ بیچنے والی مشین ہے۔ زار کے ملک میں اتوار کے دن ڈاکخانہ کے ٹکٹ کسی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہو سکتے۔ مگر یہ مشینیں ہمیشہ ہر روز اور ہر وقت ہر قیمت پر ٹکٹ دینے کیلئے تیار رہیں۔

انڈا دینے والی مشین "انڈا دینے والی مرغی"۔ بچوں کے لئے ایک دلچسپ تماشہ ہے ادہر سکہ ڈالو۔ اور ادہر ایک مصنوعی مرغی زور سے چلائیگی۔ اور انڈے کی شکل مٹھائی دیدیگی۔ بھیڑیا۔ بلی۔ اصلی بھیڑیے اور بلی کی آواز کی نقل کرینگے۔ صابون اور خوشبو کے بیچنے کی بھی مشینیں ہیں۔

انڈا ابالنے والی مشین ایک اور حیرت انگیز مشین ہے۔ جو مطلوبہ درجہ تک انڈا ابالتی ہے صرف انڈے اس میں رکھدو۔ خواہ ایک وقت میں وہ ایک ہی درجہ کیوں نہ ہوں۔ اور پھر تھرمامیٹر کو قائم کردو۔ جو اسکا ایک حصہ ہے چند سیکنڈ میں سب تیار ہے۔

الفضل۔ ہم متذکرہ بالا دلچسپ اور مفید مضمون کے لئے ہمعصر "عصر جدید" کے زیر بار احسان ہیں۔

ایک برہمو سے مکالمہ

بابو محمد رفیق صاحب احمدی نے جو کلکتہ میں ملازم ہیں۔ ہمیں حافظ روشن علی صاحب اور پنڈت شونا تھ شاستری جو کہ برہمو سماج کا لیڈر ہے کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے۔ وہ تحریر کر کے ارسال فرمائی ہے ہم ناظرین کی آگاہی کیلئے اسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ فا یڈیٹر

کلکتہ برہمو سماج سوسائٹی (نمبر ۲۱۰ کیا اسٹریٹ) کے مقتدا پنڈت شیونا تھ شاستری سے جناب حافظ روشن علی صاحب کی گفتگو مورخہ ۵ نومبر ۱۹۱۴ء اتوار کے دن عام طور پر تعطیل ہونیکی وجہ سے حافظ روشن علی صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب نے وقت کو غنیمت سمجھا۔ اور صبح ۷ بجے پنڈت صاحب ممدوح کے مکان پر پہنچے۔ اور اطلاع کرائی۔ اندر سے ایک ملازم معہ سلیٹ و پنسل کے آموجود ہوا۔ مولوی مبارک علی صاحب نے سلیٹ پر اپنا و حافظ روشن علی صاحب کا نام انگریزی میں لکھدیا اور قادیان کا تذکرہ بھی کر دیا۔

ملازم نے فوراً ایک چھوٹے سے کمرے کا دروازہ کھولا جس میں چند کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ اور حافظ صاحب و مولوی صاحب کو بیٹھنے کیلئے کہا۔ اور خود سعد اس سلیٹ کے پنڈت صاحب کے پاس چلا گیا۔ چند ہی منٹ میں پنڈت صاحب بھی تشریف لائے اور ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر حافظ صاحب نے اسطرح گفتگو شروع کی۔

حافظ صاحب۔ میں جناب سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

پنڈت صاحب۔ بڑی خوشی سے آپ سوال کریں۔ میں حتی الامکان جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

حافظ صاحب۔ انسان جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا اور دعا کرتا ہے۔ اس کی قبولیت کے کیا نشان ہیں؟

پنڈت صاحب چونکہ اردو اچھی طرح نہ سمجھ سکتے تھے۔ اس لئے مولوی مبارک علی صاحب بنگلہ و انگریزی میں انہیں سمجھاتے جاتے تھے۔

پنڈت صاحب۔ دعا کی قبولیت کا نشان یہ ہے۔ کہ دعا و عبادت کے بعد اطمینان قلب اور قبولیت دعا حاصل ہو جائے۔

حافظ صاحب۔ اطمینان قلب تو بت پرستوں کو بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ تو انسان کی عادت ہے۔ کہ جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے۔ تو جبتک اسے کر نہ لے بےچین رہتا ہے اور دعا کے بعد کبھی کسی مراد کا حاصل ہونا اسباب کی علامت نہیں ٹھہر سکتا۔ کہ عبادت قبول ہوئی۔ کیونکہ بدوں دعا کے بھی مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ خصوصاً دنیوی حاجتیں۔ اس کو بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو خدا کو بالکل نہیں مانتا۔

پنڈت صاحب۔ دعا صرف روحانی ترقی اور خدا کو حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اور بت پرستوں کو بھی اطمینان اس لئے ہوتا ہے کہ گو وہ خدا کی عبادت نہیں کرتے۔ مگر خدا تو ان کے اخلاص کو دیکھتا ہے۔

حافظ صاحب۔ روحانی ترقی سے آپکی کیا مراد ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو پا لینے کی کیا علامات ہیں۔

پنڈت صاحب۔ روحانی ترقی سے مطلب ہے۔ کہ انسان کے اخلاق اچھے ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کو پا لینا دل کی ایک کیفیت ہے۔

حافظ صاحب۔ جب اس کیفیت کو دوسروں پر ظاہر نہیں کر سکتے۔ تو دوسروں کو خدا کی طرف کسطرح بلا سکتے ہیں۔ جو بغیر دلیل کے نہیں مان سکتے۔ حالانکہ ہم اپنے نوع کو بہبود پہنچانے کے متمنی ہیں۔ مگر خدا کا وجود ایسی چیز ہے۔ جسکو ہم نہیں بتا سکتے۔ اور رہا اخلاق۔ یعنی لوگوں سے اچھی طرح پیش آنا اور مخلوقات کی بہتری کیلئے کوشش کرنا وغیرہ یہ تو ان لوگوں میں بھی جو خدا کو نہیں مانتے۔ پائے جاتے ہیں۔ بلکہ انسان کے علاوہ بعض حیوانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جیسے کتے کی وفاداری اور شیر کی شجاعت مشہور ہے۔ پس صرف اخلاق کی ترقی کا نام روحانی ترقی رکھنا اور اس کو خدا کا حصول قرار دینا تو خدا کے ماننے کی ضرورت کو بھی اٹھا دیتا ہے۔

پنڈت صاحب۔ خدا کو ماننے سے بہ نسبت نہ ماننے کے زیادہ ترقی ہوتی ہے۔

حافظ صاحب۔ اول تو اسکا معلوم کرنا دونوں فریق کے آدمیوں کی فہرست اور اندازے سے ہو سکتا ہے جو ابھی تک کسی نے نہیں کیا۔ دوسرے یہ کہ اگر ماننے سے اخلاق کی ترقی فرض کیجائے تو اس سے خدا کا حصول یا اسکا وجود لازم نہیں آتا۔ کیونکہ اس کی بناء صرف وہم پر ہے۔ جیسا کہ ایک پھلے ہوئے بچے کو ہم بلا (ہوا) سے ڈراتے ہیں۔ تو وہ اپنا مچلنا چھوڑ دیتا ہے۔

اس لئے چونکہ آپنے وہم کر لیا ہے۔ کہ اللہ ہے۔ اس وجہ سے آپ اس سے ڈرنے لگ گئے۔ اور اس کی عبادت کرنے لگے۔

پنڈت صاحب۔ صرف ڈر نہیں بلکہ محبت بھی ہوتی ہے

حافظ صاحب۔ محبت بھی اسکے وجود سے وابستہ نہیں۔ یہ محض فرض اور وہم سے اس کی پرستش کیجاتی ہے۔ بت پرست بھی اپنے بتوں سے محبت کرتے اور ان سے ڈرتے ہیں۔ بلکہ ان کی حالت ان سے بہتر ہے۔ کیونکہ ان کے سامنے کچھ ہے تو سہی۔ پھر یہ کہ آپ کو جو اتنی مدت خدا کی عبادت کرتے ہوئے ہوئی ہے کیا آپنے خدا کی محبت کو حاصل کیا ہے۔ یا نہیں۔ اور اگر نہیں کیا۔ آپکو کسطرح اطمینان ہوا۔ کہ آپ جس راستہ پر چل رہے ہیں۔ اس پر چلنے سے خدا کبھی ملیگا۔ میں پہلی مرتبہ کلکتہ آیا ہوں۔ جب ہم آرہے تھے تو ہم کو علم ہوتا جاتا تھا۔ کہ ہم کلکتہ سے اسقدر قریب ہوتے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم کو معلوم تھا۔ کہ ہم اسی راہ سے جا رہے ہیں جس سے سینکڑوں آدمی ہمیشہ کلکتہ آتے جاتے رہتے ہیں۔

اتنی گفتگو کے بعد پنڈت صاحب نے کہا۔ کہ اسوقت مجھے زیادہ فرصت نہیں ہے۔ پھر کسیوقت تشریف لائیں تو اس سوال پر مزید گفتگو ہوگی۔

جب حافظ صاحب و مولوی مبارک علی صاحب پنڈت صاحب کے مکان سے روانہ ہوئے۔ تو وہیں سے ایک اور پنڈت ان کے ساتھ ہوئے اور قیامگاہ تک ساتھ آئے۔ راستہ میں بڑے جوش کے ساتھ بنگلہ میں مولوی مبارک علی صاحب کے ساتھ باتیں کرتے آئے۔ جنکا ماحصل یہ تھا۔ کہ اہل اللہ کی شناخت صرف اہل اللہ کو ہوتی ہے اور یہ بات بہت ہی مشکل ہے۔ اسی دن شام کے وقت ساڑھے چار بجے حافظ صاحب و مولوی مبارک علی صاحب پھر پنڈت صاحب کے مکان پر پہنچے۔ اور یوں گفتگو شروع ہوئی۔

حافظ صاحب۔ میں نے مانا۔ کہ آپکو یقین ہے۔ اور خدا کی محبت اور جوش ہے مگر کیا ادھر سے کوئی قبولیت کے آثار آپ پر ظاہر ہوئے ہیں؟

پنڈت۔ اسکی تو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ بولکر ہی بتائے۔ کہ ہم تم سے محبت کرتے ہیں جیسے ہماری بیوی خواہ وہ زبان سے نہ کہے۔ کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ مگر اس کے افعال سے ہم سمجھ جاتے ہیں۔ کہ وہ ہم سے محبت کرتی ہے۔ اور اگر وہ صرف زبان سے کہتی جائے کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ اور اس کے افعال سے ثابت نہ ہو تو ایسے کلام سے کیا فائدہ۔

حافظ صاحب۔ آپ ایسے افعال تو بتاتے نہیں جن سے معلوم ہو کہ خدا نے آپکے ساتھ ایک دوسرے سے بڑھ کر سلوک کیا ہو کلام تو آپ مانتے نہیں۔ بیوی کے ساتھ اس کی مثال غلط ہے کیونکہ آپ کا اپنی بیوی سے جو تعلق اور خلا ملا اور اتحاد ہے۔ وہ نوعی و جنسی اور اپنی اغراض کا یکساں ہے۔ ویسا خدا کے ساتھ ان باتوں میں آپکا کوئی اتحاد نہیں۔ بیوی کا کلام افعال کی غیر موجودگی میں اسوجہ سے معتبر نہیں کہ اس کی زبان سے جھوٹ و سچ سب نکلتے ہیں مگر خدا کے کلام میں جھوٹ کا شائبہ نہیں۔

پنڈت۔ یہ ایک دل کی بات ہے۔ اور دل ہی انسان کو پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ خدا اس سے محبت کرتا ہے۔

حافظ صاحب۔ پھر دوسروں کو تو آپ کچھ سمجھا نہیں سکتے۔ اور اپنے متعلق آپکا صرف دعوی ہے۔ آئیں ہم آپکو وہ راہ بتائیں جس سے قبولیت کا پتہ لگتا ہے۔ پھر حافظ صاحب نے اس کے سامنے خدا تعالیٰ کے نبیوں کا ذکر کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کسطرح اپنے کلام کے ذریعہ ان پر ظاہر ہوتا۔ اور اپنے افعال سے انکی قبولیت اور سچائی دنیا پر ثابت کرتا ہے اور پھر یہ کہ نبوت کی راہ وہ شاہراہ ہے جس پر چلنے سے ہزاروں ہزار مقبول ہوئے چنانچہ اس زمانہ میں بھی خدا کا ایک بندہ ہے جس نے اپنے وجود میں قبولیت کے آثار دکھلائے۔ جنکا عہدہ مہدی اور مسیح ہے۔ اور جنکا نام حضرت مرزا غلام احمد ہے۔ پھر ان کے ملنے والوں کے اندر بھی یہ آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر حافظ صاحب نے کہا۔ کہ اگر تم قبولیت چاہتے ہو۔ تو آؤ ہمارے ساتھ ملجاؤ۔ ہم تم کو دعوت دیتے ہیں۔ پنڈت صاحب۔ ہم نے یہ باتیں نہ دیکھیں نہ سنیں۔ میں آپکی دعوت کو قبول کرتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو دعوت میں شامل کرنے کیلئے تین مرتبہ بہت اچھا کہا۔ اور اسطرح یہ گفتگو ختم ہوئی۔